رکھو ورنہ قلمدان وزارت اور دستار تم سے چھین لیا جائے گا۔[1] نظام الملک اس پر برہم ہوگیا اور کہلا بھیجا کہ قلمدان وزارت اور دستار سلطان کے تاج سے کسی وقت علیحدہ نہیں کیے جاسکتے (قلمدان کے زوال کا مطلب تاج کا زوال ہے) اور اسی قسم کی دوسری بہت سی باتیں نظام الملک نے غصہ میں کہہ ڈالیں اسی شب ملک شاہ کے غلام نے وہ تمام باتیں اس کو بتادیں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ملک شاہ نے اس واقعہ کے بعد نظام الملک کو وزارت سے برطرف کردیا تھا۔ لیکن یہ بات کئی وجوہ کے تحت قرین قیاس نہیں ہیں جن کا یہاں تذکرہ کرنا غیر ضروری ہے۔

بہر حال دیوان۔ درگاہ اور حرم تینوں ہی بڑے Institution میں اس وقت تک نظام الملک کی حیثیت کافی کمزور ہوگئی تھی اور ملک شاہ اس سے متعلق ہر ہر شکایت پہ باز پرس کرنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ کسی نے یہ چغلی لگادی کہ نظام الملک نے دو ہزار غلاموں کی فوج آپ کے خلاف تیار کرلی ہے۔ نظام الملک نے اس کا علم ہونے پر تین روز تک دربار میں حاضری نہیں دی اور ملک شاہ کی ایک دعوت کرکے وہ تمام غلام اس کے حضور میں پیش کردیے اس طرح یہ مصیبت ٹل گئی۔

سلجوقی حکومت کے علاوہ ملک شاہ کے ساتھ نظام الملک نے بھی اپنا رسوخ اور دباؤ خلیفۂ بغداد پہ بڑھادیا تھا۔ خلیفہ المقتدی کے وزیر عمید الدولہ محمد بن جہیر بن فخر الدولہ (القائم کا سابق وزیر) کو اپنی حمایت دینا شروع کردی اور وہ اس کی اکثر تعریف کیا کرتا تھا۔ شاید اسی سبب خلیفہ نے اس کو ایک مرتبہ

---

[1] سلطان کی پہچان تاج اور چتر ہے اسی طرح وزیر کی پہچان قلمدان اور دستار ہیں۔ اس طرح یہ دونوں چیزیں ایک Institution کا کام کرتی ہیں۔

بطرف کر دیا تھا لیکن نظام الملک نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اس کو بحال کرا یا اور بعد میں اپنی لڑکی صفیہ کی شادی اس کے ساتھ کر دی لیکن سلطان نے مخالفت کی بنا پر خلیفہ مقتدی سے اس کی دوبارہ برطرفی کروادی۔ اسے قید کر دیا گیا اور بعد میں وہ خلیفہ کے محل کے قید خانہ سے مردہ نکالا گیا اسی طرح ابوشجاع ظہیر الدین محمد بن الحسین الہمدانی کو بھی ملک شاہ اور نظام الملک سے اختلاف کی بنا پر خلیفہ مقتدی نے برطرف کر دیا[1] اس کے علاوہ حنبلیوں اور شافعیوں کے درمیان فسادات مدرسۂ نظامیہ کے بڑے پیمانے پر قیام وغیرہ ایسی چیزیں تھیں جنھوں نے لوگوں کے دل میں نظام الملک کے واسطے حسد اور بغض و عناد کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ تیسرے حصہ میں جیسا کہ ہم جانتے ہیں شرط وزارت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس حصے کی حیثیت ایک نظریۂ وزارت کی ہے جس پر انشاء اللہ آئندہ بحث ہوگی۔

مندرجہ بالا تاریخی توضیحات کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر وصایا نظام الملک کے اشارات کو بغور دیکھا اور پڑھا جائے تو یہ چند جامع حقائق پر مبنی ایک بہترین نمونۂ ادب و تاریخ ہے۔ لیکن اس کو پڑھنے سے قبل اس زمانے کی تاریخ پر کامل دستگاہ ضروری ہے۔

---

[1] محمد طبع۔ طبع۔ الفخری صفحہ ۲۸۰-۲۸۷ (انگریزی ترجمہ)

یورپ میں اصلاحِ مذہب کی تحریکیں

پروفیسر سید علی محسن، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

افتراق عظیم اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ لوتھر کے پیام کی صدائے بازگشت یورپ میں دور دور تک سنی گئی۔ یہ ایک ایسی صدائے احتجاج تھی جس نے پورے براعظم میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اس پیام کو ماننا اور نہ ماننا ایک جداگانہ بات ہے۔ لیکن جس کسی نے یہ پیام سنا وہ غرقِ حیرت ہوگیا۔ کیا یہ سچ ہوسکتا ہے کہ دنیا نے ایک ہزار سال بہ ظاہر مسیحیت کے نام پر گمرہی میں گزار دیے تھے؟ کیا کلیسا کی تعلیمات محض دھوکہ اور فریب تھیں؟ ایک ہزار سال تک کلیسا نے یورپ کے عوام کو جس جادہ پہ گامزن رکھا تھا کیا وہ دینی گمرہی کا راستہ تھا؟ یہ عبادتیں، یہ دینی رسوم، یہ زہد و تقویٰ، یہ رہبانیت، یہ نفس کشی یہ خدا پرستی اور یہ الوہیت کے دعوے کیا یہ سب کلیسا کا رچایا ہوا ڈھونگ تھا؟ یہ وہ سوالات تھے جو لوتھر کے کلیسا پر پیہم حملوں کے بعد قدرتی طور پر ہر کسی کے دل میں پیدا ہوئے۔ جن لوگوں نے ان شکوک اور شبہات کو اپنے دل میں جگہ دی بالآخر وہ لوتھر کے پیرو ہو گئے اور جو لوگ راسخ العقیدہ تھے انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ لوتھر کو شیطان کا مرید جان کر اس پر لعنت و ملامت کی اور اپنے قدیم عقیدہ پر قائم رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ میں ایک عظیم افتراق دینی پیدا ہوگیا یہ تو نہ ہوسکا کہ قدیم کلیسا کی ساری عمارت مسمار ہوکر رہ جائے۔ یورپ کا ایک بڑا حصہ لوتھر کے بعد بھی پاپائیت کا حلقہ بگوش رہا۔ لیکن لوتھر کی کامیابی یہ تھی کہ نہ صرف اس نے ایسے لوگوں کو پاپائیت سے توڑ لیا جو اس کے

ہو چکے بلکہ ان کو بھی جو اس کے نئے دین کے قائل نہ ہو سکے۔ انھوں نے بھی انحراف کا راستہ اختیار کیا۔ اس انحراف اور بغاوت کا بیج ان کے دلوں میں بھی لوتھر نے بویا۔ رومی کلیسا سے بغاوت کی حد تک تو وہ لوتھر کے ساتھی رہے لیکن جب دین و مذہب کی تشکیل کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے جداگانہ کلیسا بنائے۔ فرانس، انگلستان، اسکاٹ لینڈ، سوئٹزرلینڈ میں بھی اصلاح کا خوب چرچا ہوا۔ یہاں بھی باغی اور اصلاح یافتہ کلیسا وجود میں آئے اگرچہ یہاں دوسرے مصلحین کی پیروی اختیار کی گئی لیکن ان کی بغاوت اور اصلاح کی خواہش میں لوتھر کی مہم آرائی کو بڑا دخل ہے۔ اسی نے ابتداءً ان کو جگایا تھا گو بعد میں انھوں نے اپنا علیحدہ علیحدہ راستہ اختیار کیا۔

بادی النظر میں یہ بات زیادہ معقول اور قرین قیاس نظر آتی ہے کہ سولھویں صدی میں جن مصلحین نے پاپائیت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ وہ آپس میں متحد ہو کر ایک مشترکہ اصلاح یافتہ کلیسا کی داغ بیل ڈالتے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ پاپائیت اور رومن کلیسا کو تو یہ سب مٹانے کے درپے تھے۔ مگر جب نئے دین اور نئے عقائد کی صورت گری کا مسئلہ سامنے آیا تو ان میں سے ہر ایک نے جداگانہ راستہ اختیار کیا۔ وہ عقائد اور مذہب کے بنیادی مسائل میں ایک دوسرے سے متفق نہ ہو سکے۔ زیورخ اور برن میں جب زونگلی نے اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تو نوعیت کار کے مشترک ہونے کے باوجود اس نے لوتھر کی تعلیمات کو ماننے سے انکار کیا اسی طرح کالون (Calvin) بھی لوتھر کو ایک گم کردہ راہ مجاہد سمجھتا تھا اور شاید لوتھری تعلیمات سے اتنا ہی متنفر اور بیزار تھا جتنا کہ پاپائی کلیسا سے۔ ان اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصلاح مذہب کی تحریک تین بڑے دھاروں میں بٹ گئی۔ لوتھر اور کالون کے کلیسا تو دیرپا اور استوار ثابت ہوئے لیکن زونگلی کی تحریک سوئزرستان کے چند کینٹون (Cantons) میں مقید ہو کر رہ گئی اور اس کو وہ مقبولیت حاصل نہ ہو سکی جو اول الذکر دو تحریکوں کے لیے مقدر

زونگلی ایک پرجوش مصلح تھا۔ اُس کی خواہش یہ تھی کہ سوئٹزرلینڈ کے تمام کینٹن (Cantons) ایک متحدہ پروٹسٹنٹ کلیسا کے پیرو ہو جائیں۔ وہ ایک ایسا سماج وجود میں لانا چاہتا تھا جو انجیل کی تعلیمات کو اپنے لیے مشعل ہدایت بنا[ئے]۔ انہی ایام میں اس نے بھی اپنا جہاد پوپ کے معافی ناموں (Indulgences) کے خلاف سے شروع کیا۔ اس میں اس کو خاصی کامیابی ہوئی۔ لوگوں میں اس کے نئے پیام کے لیے ایک مثبت ردعمل شروع ہوا۔ اصلاح کلیسا کے سلسلہ میں جب اُس کے خیالات نے ایک ٹھوس اور واضح شکل اختیار کی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ لوتھر کے عقائد کی پیروی نہیں کرسکتا۔ دین اور مذہب کے بعض بنیادی مسائل پر اس نے لوتھر کے خیالات سے سخت اختلاف کیا۔ ایک بنیادی مسئلہ جس میں زونگلی کو لوتھر سے اختلاف تھا وہ عشائے ربانی (Sacrament) کے نظریے سے متعلق تھا۔ لوتھر اس بارے میں کیتھولکوں کے اس عقیدہ کو نہیں مانتا تھا "عشائے ربانی" کی رسم کے وقت شراب اور روٹی، دونوں حضرت مسیح کے خون اور گوشت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ شے کی اصلیت اور ماہیت تو نہیں بدلتی البتہ وہ تقدیس و برکات کی حامل ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے تپتے ہوئے لوہے میں آگ یا (تپش) سرایت کر جاتی ہے اور وہ سرخ انگارہ ہو جاتا ہے۔ زونگلی نے اس عقیدہ کو ماننے سے انکار کیا۔ وہ عشائے ربانی کی رسم کو کسی تقدیسی یا الوہی [...] کا حامل نہیں سمجھتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اس عبادت کو محض بطور ایک یادگار کے انجام دینا چاہیے۔ اس کے مافوق الفطرت اثرات کا وہ منکر تھا۔ کلیسا کے نظم حکومت کے بارے میں بھی اسے لوتھر سے اختلاف تھا۔ وہ کلیسا کے حکومت کے ڈھانچے کو جمہوری شکل دینے کا حامی تھا۔ غرض ان اختلافات کی وجہ سے دونوں مصلحین ایک دوسرے کے قریب نہ آسکے اور کوئی متحدہ تحریک وجود میں نہ آسکی۔ ۱۵۳۱ء کو

زونگلی نے اصلاحی تحریک شروع کی تھی۔ زیورخ اور برن اس تحریک کے زبردست گڑھ تھے لیکن مشرق کے پانچ اضلاع میں مزاحمت کے آثار پائے جاتے تھے۔ زونگلی نے بزور شمشیر ان کو اپنے مذہب کے لیے مسخر کرنا چاہا مگر وہ ۱۵۳۱ء کی جنگ میں مارا گیا۔ اس کی موت نے اس کی تحریک کو کمزور کر دیا۔ مغربی اضلاع تو اس کے بعد بھی اس کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے لیکن مشرق کے اضلاع جن کی آبادی کا جزو زیادہ تھی اپنے آبائی مذہب پر لوٹ آئے۔ زونگلی کی بے وقت موت نے اس کی تحریک کا گلا گھونٹ دیا۔

<u>کالون</u> | اصلاحی تحریک کا ایک اور عظیم رہنما کالون تھا۔ یہ لوتھر سے عمر میں بہت چھوٹا تھا۔ ۱۵۰۹ء میں پکارڈی (Picardy) میں پیدا ہوا۔ ابھی مشکل سے ستائیس سال کا ہوگا کہ اس عہد کی اصلاحی تحریکات کے جنگل میں کود پڑا۔ ۱۵۶۴ء تک خبورد ز اپنے عقائد اور اپنے دین کی تبلیغ کرتا رہا۔ وہ اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں یورپ میں لوتھر کا ہمسر اور ہم پلہ مانا جانے لگا تھا بلکہ حق تو یہ ہے کہ پروٹسٹنٹ دنیا میں اسے وہ مقام اور وہ درجہ حاصل ہوا جو شاید لوتھر کو بھی نصیب نہ ہو سکا۔ وہ اپنے مذہب کی حد تک آمرِ مطلق تھا۔ اس کو پروٹسٹنٹ دنیا کا پوپ کہنا کچھ بے جا نہ ہوگا۔ جب تک زندہ رہا جنیوا جو اس کا مستقر تھا اس کے پیروؤں اور اصلاح پسندوں کا گڑھ بنا رہا۔

کالون نے ایک ایسے خاندان میں جنم لیا جو ایک خوشحال متوسط طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اُسے پادری بنانا چاہا۔ چنانچہ اسی منزل کو پیش نظر رکھ کر اس کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ مگر اس مذہبی تعلیم سے وہ بہت جلد اکتا گیا۔ پادری بننے کے خیال کو ترک کر کے وہ آرلیانس (Orleans) چلا گیا۔ اولاً یہاں اور پھر اس کے بعد بورژے (Bourges) کی درسگاہوں میں اس نے قانون کی تحصیل کرنی شروع کی۔ یہاں اس نے یکایک اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کی۔ وہ خود

کہ [illegible] اچانک میرے عقائد میں ایک انقلاب آیا، اور میں پروٹسٹنٹ [illegible]
اختیار [illegible] یہیں سے اس کی تبلیغی زندگی شروع ہوتی ہے۔ وہ صرف نہایت
ذہین [illegible] کا تیز آدمی تھا بلکہ اپنے گہرے مطالعہ کی وجہ سے اپنے زمانے کے بڑے
سے بڑے عالم سے ٹکر لینے کے قابل تھا۔ اگرچہ وہ نوجوان تھا لیکن اپنے تبحر علمی کی
وجہ سے کافی مشہور ہو چکا تھا۔ اسی زمانے میں اس نے سینکا (Seneca) کی
مشہور کتاب (Declementia) ڈکلیمنشیا کی شرح لکھی۔ فرانس
میں اس وقت اصلاح کلیسا کے حامیوں کے لیے فضا سازگار نہیں تھی۔ مخالف رومن
کیتھولک تحریکوں کو سختی سے کچلا جا رہا تھا۔ کالون نے اسی لیے چپکے سے پیرس چھوڑ
دیا اور باسل (Basel) چلا گیا یہاں اس نے ۱۵۳۶ء میں اپنی مشہور کتاب
"مسیحی مذہب کے بنیادی اصول"
لکھی۔ اس کتاب کی اشاعت نے اس کی شہرت دوبالا کر دی۔ اصلاح کلیسا کے افق
پر ایک اور روشن ستارہ طلوع ہوتا نظر آیا۔ باسل میں مختصر قیام کے بعد کالون جنیوا
(Genoa) آیا۔ ویسے کہنے کو تو یہ شہر شہنشاہیت روما کی عملداری میں تھا مگر
اس وقت یہاں اقتدار کے لیے ڈیوک آف سوائے (Savoy) اور جنیوا
(Genoa) کے اسقف کے درمیان سخت لڑائی جاری تھی کم و بیش [illegible] سال
تک یہ خانہ جنگی جاری رہی۔ بالآخر جنیوا کے [illegible] اور [illegible] دونوں
کو نکال باہر کیا۔ اور جنیوا کو ایک ری پبلک کی صورت دے دی۔ ان کی اس جنگ
آزادی میں برن اور فرابرگ (Friburg) کے باشندوں نے ان کی بہت مدد
کی تھی اور یہ علاقے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کر چکے تھے
پروٹسٹنٹ تحریک یہیں سے جنیوا میں بھی داخل ہوئی اور اہل جنیوا نے اپنے پروٹسٹنٹ
ہونے کا اعلان کر دیا۔ عین اسی زمانے میں کالون کا جنیوا میں ورود ہوا۔ لوگوں

... اٹھا دیا اور اس کو مجبور کیا کہ وہ جنیوا کو اپنا وطن بنائے اور جس کلیسا کی
... ڈال رہا تھا اس کی تعمیر و تاسیس کا کام یہیں سے جاری رکھے۔ کالون
نے یہ دعوت قبول کر لی۔ اگرچہ دو سال بعد (۱۵۳۸ء) بعض ناموافق حالات کی وجہ
سے اسے شہر بدر کیا گیا تھا مگر پھر تھوڑے ہی وقفہ کے بعد وہ دوبارہ جنیوا لوٹ آیا
اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا اور یہیں پیوند خاک ہوا۔ کالون کے طویل قیام نے اس
شہر کو (کالونزم) پروٹسٹنٹ کلیسا کا روم بنا دیا۔

کالون ایک عجیب و غریب آدمی تھا اس کی زندگی نہایت سادہ اور ہر قسم کے
عیش و تنعم کے تصور سے کوسوں دور تھی۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ سادگی، زہد و تقویٰ، قناعت
اور فقر کی مبالغہ آمیز سختیوں سے رچی ہوئی تھی۔ وہ اپنے پیروؤں میں سخت ڈسپلن
پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اس ڈسپلن میں اتنی شدت پیدا کی کہ زندگی کی لطافتوں خوشیوں
اور راحتوں کو عملاً معدوم کر دیا اور ایک ایسا سماج اور معاشرہ وجود میں لایا جو اپنی
خشک مزاجی اور بے کیفی کے لیے یورپ بھر میں مشہور ہو گیا۔ کالون نے اپنے مذہب میں
احتساب کو دخیل کر دیا تھا۔ یہ احتساب بھی اتنا سخت تھا کہ رومن کلیسا کی انکوزیشن
(Inquisition) کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی لغزشوں کی باز پرس
ہوتی تھی اور زندگی کی بہت سی دلچسپیاں۔ کھیل کود، ناچ گانے سیر و شکار ممنوع
قرار دیے گئے تھے۔ کالون کے عقیدے کا خدا انتہائی بے رحم اور انتقام پسند تھا۔
کالون نے جہنم کی سزاؤں کے خوف سے ایک سہما ہوا لیکن انتہائی کارکرد کٹر و راسخ
العقیدہ بے رحم اور درشت معاشرہ وجود میں لایا۔ وہ نیکیوں کے کسی صلہ اور معاوضہ
کے لیے نہیں بلکہ ان کو فرض عین سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا تھا۔ اس معاملہ
میں اس کا تصور حیات ان قدیم فلسفیوں کی مانند تھا جو اسٹوئکس (Stoics) کہلاتے
ہیں۔ رحم، عفو و درگذر کا اس کے پاس کوئی گذر نہیں اس نے سروٹیس (Servetus)

کو زندہ جلانے کا حکم دیا۔ سرویٹس خود ایک مجاہد اور اصلاح کلیسا کا علمبردار تھا۔ اس نے پاپائیت کے خوف سے جنیوا میں پناہ لی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ انھیں عقائد میں وہ کالون کا ہم خیال نہیں تو اسے زندہ جلانے میں کالون کو کوئی باک نہ ہوا۔ جنیوا کو اس نے ایک مذہبی ریپبلک بنا دیا۔ اِس ریپبلک میں صرف اُسی کا حکم چلتا اور صرف اسی کی پیروی کی جاتی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے پیروؤں کو قرونِ اولیٰ کے مسیحیوں کے رنگ میں رنگ دے اور جو لوگ عقیدے، عمل، اور اتباع میں کمزور پائے جائیں انھیں کلیسا اور اصطباغ (Com munion Table) کی برکتوں سے محروم کر دیا جائے۔

کالون نے اپنی تعلیمات کی بنیاد صرف انجیل پر رکھی۔ انجیل کے باہر وہ ہر چیز سے صرف نظر کرتا رہا۔ لوتھر کی طرح اس نے بھی انجیل کا ترجمہ کیا۔ قدرتی طور پر اس کی تعلیمات میں لوتھر اور زونگلی کی تعلیمات کا رنگ جھلکتا ہے مگر یہ مشابہت اور مماثلت بہت سرسری ہے۔ انتہائی نازک اور بنیادی عقائد میں اِن سبھوں نے اپنا علیحدہ علیحدہ راستہ اختیار کیا۔ اس کی ایک مثال رسم عشائے ربانی (اصطباغ) کی ہے جس کا اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس بارے میں لوتھر اور زونگلی میں جو اختلاف تھا وہ واضح کر دیا گیا۔ کالون نے اس نازک عقیدے میں اپنی ایک الگ راہ نکالی اس نے نہ تو لوتھر کی توضیح تسلیم کی اور نہ زونگلی کے خیالات سے اتفاق کیا۔ وہ کہتا ہے کہ اس رسم عبادت کو (زونگلی کی طرح) محض ایک یادگار سمجھنا سخت غلطی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ روٹی اور شراب میں تو تقدس کا کوئی عنصر داخل نہیں ہوتا جیسا کہ لوتھر نے کہا تھا۔ البتہ یہ رسم (اصطباغ) حصول الوہیت (Grace) کے لیے ازبس ضروری ہے۔ یہ اور اس قسم کے بنیادی اختلافات نے تحریک اصلاح کو علیحدہ علیحدہ مکاتب خیال میں بانٹ دیا اور ہر مکتب خیال کے [illegible]